اسلامی فقہِ معاملات اور عصرِ حاضر کے کاروباری تقاضے: ایک شرعی و تجزیاتی مطالعہ

Islamic Commercial Jurisprudence and Contemporary Business: A Shariah and Analytical Study

Dr Sheraz Akhtar
International Islamic University Islamabad
Email: sherazwaseemiiui@gmail.com
Dr. Waleed Khan
Lecturer, Institute of Arabic & Islamic Studies
Govt. College Women University, Sialkot, Pakistan
Email: waleedkhan764110.wk@gmail.com
Sana Maryam
PhD Scholar, Muslim Youth (MY) University, Islamabad
Email: sanawaleed799@gmail.com

ABSTRACT

Islamic commercial jurisprudence provides a comprehensive ethical and legal framework for regulating economic activities and business relationships. Its objective is not merely to determine the validity or invalidity of individual contracts but also to establish justice, transparency, mutual consent, protection of wealth, and social welfare. The rapid transformation of contemporary business through e-commerce, digital payments, installment sales, corporate structures, online marketing, electronic contracts, and Islamic financial products has created new commercial situations that require careful juristic analysis. This study examines the basic principles of Islamic commercial jurisprudence and evaluates their application to contemporary business practices. Particular attention is given to mutual consent, prohibition of riba, gharar and maysir, honesty and disclosure, lawful ownership, contractual certainty, consumer protection, and ethical marketing. The study argues that Islamic law possesses sufficient conceptual flexibility to address emerging commercial practices, provided that new forms are examined in the light of established Shariah principles rather than merely by their names or outward appearances. The contemporary application of Islamic commercial jurisprudence therefore requires a balanced approach combining classical juristic principles with a proper understanding of modern economic realities.

Keywords: Islamic Commercial Jurisprudence, Muamalat, Contemporary Business, Riba, Gharar, Maysir, E-Commerce, Shariah, Consumer Protection, Islamic Finance

تعارف

انسانی زندگی میں معاشی سرگرمی کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ انسان اپنی ضروریات پوری کرنے، خاندان کی کفالت، معاشرے کی تعمیر اور اپنی معاشی خود کفالت کے لیے خرید و فروخت، اجارہ، شرکت، مضاربت، قرض اور دیگر معاملات انجام دیتا ہے۔ اسلام نے عبادات کی طرح معاملات کے بارے میں بھی واضح رہنمائی فراہم کی ہے، تاہم معاملات کے باب میں شریعت کا انداز یہ نہیں کہ ہر زمانے کے ہر نئے کاروباری طریقے کی الگ فہرست بنا دی جائے؛ بلکہ بنیادی اصول اور اخلاقی حدود متعین کر دی گئی ہیں جن کی روشنی میں بدلتے ہوئے حالات کا جائزہ لیا جا سکتا ہے۔ آج کاروبار کی دنیا گزشتہ ادوار کے مقابلے میں بہت مختلف ہے۔ ایک شخص گھر بیٹھے موبائل فون کے ذریعے دنیا کے کسی بھی حصے سے سامان خرید سکتا ہے، ادائیگی نقد کے بجائے ڈیجیٹل ذرائع سے کر سکتا ہے، کمپنی کے حصص میں سرمایہ کاری کر سکتا ہے اور بعض اوقات ایسے معاہدے میں داخل ہو جاتا ہے جس میں فریقین ایک دوسرے کے سامنے موجود بھی نہیں ہوتے۔ اسی طرح آن لائن مارکیٹنگ، مصنوعی ذہانت، ڈیجیٹل کرنسیوں، الیکٹرانک منی، کریڈٹ کارڈز اور جدید مالیاتی مصنوعات نے معاملاتِ تجارت کی نوعیت کو مزید پیچیدہ بنا دیا ہے۔

یہ صورتِ حال فقہِ اسلامی کے سامنے ایک اہم سوال رکھتی ہے: کیا کلاسیکی فقہ میں بیان کیے گئے اصول جدید کاروباری صورتوں پر لاگو ہو سکتے ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ فقہِ معاملات کے بنیادی اصول اپنی نوعیت میں اس قدر وسیع ہیں کہ وہ نئی تجارتی صورتوں کے شرعی جائزے کے لیے مضبوط بنیاد فراہم کرتے ہیں۔ البتہ اس کے لیے ضروری ہے کہ جدید کاروباری صورتِ حال کو صحیح طور پر سمجھا جائے اور اسے محض ظاہری مشابہت کی بنیاد پر کسی قدیم عقد پر قیاس نہ کیا جائے۔

قرآن مجید میں تجارتی معاملات کا بنیادی تصور

اسلام نے تجارت کو بذاتِ خود ممنوع قرار نہیں دیا بلکہ حلال تجارت کو معاشی سرگرمی کا جائز اور پسندیدہ ذریعہ قرار دیا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا)البقرة2:275"(اللہ نے بیع کو حلال کیا اور سود کو حرام کیا۔"

یہ آیت اسلامی معاشی فکر کے بنیادی فرق کو واضح کرتی ہے۔ اسلام منافع کو ممنوع نہیں کرتا بلکہ ناجائز طریقے سے حاصل ہونے والے منافع کو ممنوع قرار دیتا ہے۔ چنانچہ کاروبار میں نفع حاصل کرنا جائز ہے، لیکن اس نفع کے حصول کے لیے ایسا طریقہ اختیار نہیں کیا جاسکتا جس میں ظلم، دھوکا، استحصال یا ربا شامل ہو۔

اسی طرح قرآن مجید نے باہمی رضامندی کو تجارتی معاملات کی بنیادی شرط قرار دیتے ہوئے فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِنْكُمْ) **النساء 4:29** ("اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ، مگر یہ کہ باہمی رضامندی سے تجارت ہو۔"

یہاں "تَرَاضٍ" کا تصور جدید تجارت کے لیے بھی غیر معمولی اہمیت رکھتا ہے۔ آج آن لائن خریداری میں صارف کسی دکان دار کے سامنے بیٹھا ہوا نہیں ہوتا، بلکہ ویب سائٹ یا موبائل ایپ پر موجود شرائط کو دیکھ کر آرڈر دیتا ہے۔ اس لیے جدید تجارت میں رضامندی کا مطلب صرف "Buy" کے بٹن پر کلک کرنا نہیں بلکہ یہ بھی ہے کہ خریدار کو قیمت، معیار، مقدار، ترسیل، واپسی اور دیگر بنیادی شرائط کے بارے میں مناسب معلومات حاصل ہوں۔

قرآن مجید نے قرض اور مالی معاملات میں دستاویز بندی کی بھی ترغیب دی ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ إِلَىٰ أَجَلٍ مُسَمًّى فَاكْتُبُوهُ) **البقرة 2:282**

"اے ایمان والو! جب تم آپس میں کسی مقررہ مدت تک قرض کا معاملہ کرو تو اسے لکھ لیا کرو۔"

یہ آیت صرف تحریر کی تاکید نہیں کرتی بلکہ مالی معاملات میں وضاحت، ریکارڈ اور تنازعات سے بچاؤ کی ایک مضبوط بنیاد فراہم کرتی ہے۔ جدید دور میں معاہدات، رسیدیں، ڈیجیٹل ریکارڈ اور الیکٹرانک دستاویزات اسی اصول کے عملی مظاہر قرار دیے جاسکتے ہیں۔

فقہِ معاملات کی بنیاد: اباحت اور شرعی حدود

فقہِ اسلامی میں معاملات کے باب کا ایک معروف اصول ہے:

الأصل في المعاملات الإباحة

یعنی معاملات میں اصل اباحت ہے، جب تک کسی معاملے کی حرمت کی دلیل موجود نہ ہو۔ اس اصول کا مطلب یہ نہیں کہ ہر نیا کاروباری طریقہ خود بخود حلال ہو جاتا ہے، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ نئی تجارتی صورت کو اس وقت تک جائز سمجھا جائے گا جب تک اس میں کوئی واضح شرعی ممانعت پیدا نہ ہو۔ چنانچہ جدید کاروباری

صورتوں کا جائزہ لیتے وقت یہ دیکھا جائے گا کہ اس میں ربا تو موجود نہیں، غرر یا غیر معمولی جہالت تو نہیں، قمار یا مَیسِر کا عنصر تو نہیں، کسی فریق کے ساتھ دھوکا یا ظلم تو نہیں، فروخت کی جانے والی چیز شرعاً جائز اور متقوم ہے یا نہیں، اور معاہدے کے بنیادی ارکان و شرائط پوری ہو رہی ہیں یا نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ فقہِ معاملات جامد نظام نہیں بلکہ اصولی بنیادوں پر قائم ایک ایسا علمی نظام ہے جو نئے حالات کو سمجھنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

تجارت میں باہمی رضامندی اور شفافیت

اسلامی تجارت کا ایک اہم وصف یہ ہے کہ خریدار اور فروخت کنندہ دونوں کو حقیقتِ معاملہ کا علم ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

الْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا، فَإِنْ صَدَقَا وَبَيَّنَا بُورِكَ لَهُمَا فِي بَيْعِهِمَا، وَإِنْ كَذَبَا وَكَتَمَا مُحِقَتْ بَرَكَةُ بَيْعِهِمَا) صحیح مسلم، کتاب البیوع، حدیث 1532a)

خریدار اور فروخت کنندہ کو اختیار حاصل ہے جب تک وہ جدا نہ ہوں؛ اگر دونوں سچ بولیں اور حقیقت واضح کریں تو ان کی بیع میں برکت دی جاتی ہے، اور اگر جھوٹ بولیں اور عیب چھپائیں تو ان کی بیع کی برکت ختم کر دی جاتی ہے۔"

یہ حدیث جدید کاروبار کے لیے خاص طور پر اہم ہے۔ آج اشتہار میں کسی چیز کو حقیقت سے کہیں بہتر ظاہر کرنا، مصنوعی ریویوز بنانا، عیب چھپانا، تصویر میں ایک چیز دکھا کر دوسری چیز بھیجنا یا اضافی شرائط کو صارف سے پوشیدہ رکھنا بظاہر جدید مارکیٹنگ کی تکنیکیں ہو سکتی ہیں، لیکن اخلاقی اعتبار سے ان کا تعلق اسی قدیم مسئلے سے ہے جسے شریعت نے صدق و بیان کے ذریعے حل کیا ہے۔ اسلامی تجارت میں کامیابی صرف فروخت کی تعداد سے نہیں بلکہ اعتماد سے بھی وابستہ ہے۔ ایک کاروبار جو مختصر مدت میں زیادہ منافع حاصل کر لے لیکن اپنے صارفین کا اعتماد کھو دے، وہ اسلامی تجارتی اخلاق کے معیار پر کامیاب نہیں کہا جا سکتا۔

ربا اور جدید کاروباری معاملات

اسلامی معاشی نظام میں ربا کی حرمت بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔ قرآن مجید نے واضح طور پر فرمایا:

وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا)البقرة2:275

ربا کی حرمت کا مقصد محض ایک مخصوص مالی طریقے کو روکنا نہیں بلکہ ایسے مالی تعلقات سے بچانا بھی ہے جن میں ایک فریق بغیر حقیقی تجارتی خطرے یا جائز معاوضے کے دوسرے فریق کے مال میں اضافہ حاصل کرے۔ جدید مالیاتی نظام میں سودی قرض، سودی بینک اکاؤنٹس، بعض کریڈٹ کارڈز، تاخیر پر سودی جرمانے اور

سود پر مبنی سرمایہ کاری کے معاملات سامنے آتے ہیں۔ ان میں ہر صورت کا حکم اس کی حقیقی ساخت اور شرائط کے مطابق متعین کیا جائے گا۔ اس لیے کسی مالیاتی پروڈکٹ کو صرف "اسلامک" یا "روایتی" نام کی بنیاد پر حلال یا حرام قرار دینا درست فقہی طریقہ نہیں؛ اصل اعتبار معاہدے کی حقیقت اور اس میں شامل عناصر کا ہے۔

اسی اصول کی وجہ سے اسلامی مالیاتی اداروں میں مرابحہ، اجارہ، مضاربہ، مشارکہ، سلم اور استصناع جیسے عقود کو جدید ضرورتوں کے مطابق استعمال کیا جاتا ہے۔ AAOIFI کے شرعی معیارات میں مرابحہ، اجارہ، سلم، استصناع، مشارکہ و جدید کمپنیوں، مضاربہ، قبض، قرض، کریڈٹ کارڈ اور دیگر متعدد جدید مالیاتی معاملات کے لیے مستقل معیارات موجود ہیں۔

غرر اور غیر یقینی کاروباری معاملات

اسلام نے ایسے معاملات سے بھی روکا ہے جن میں معاہدے کا نتیجہ غیر معمولی درجے کی جہالت یا غیر یقینی پر قائم ہو۔ فقہی اصطلاح میں اسے "غرر" کہا جاتا ہے۔ غرر کا مسئلہ جدید تجارت میں کئی شکلوں میں سامنے آ سکتا ہے۔ مثال کے طور پر کسی ایسی چیز کی فروخت جس کی حقیقت، مقدار یا معیار معلوم نہ ہو؛ ایسی سروس فروخت کرنا جس کی بنیادی شرائط واضح نہ ہوں؛ یا صارف کو ایسے معاہدے میں شامل کرنا جس کی اہم شرائط اسے معلوم ہی نہ ہوں۔ تاہم ہر قسم کی معمولی غیر یقینی کو غررِ ممنوع قرار دینا بھی درست نہیں۔ کاروباری زندگی میں کچھ غیر یقینی فطری طور پر موجود ہوتی ہے۔ فقہی بحث میں اصل سوال یہ ہے کہ یہ غیر یقینی ایسی ہے جو معاہدے کے بنیادی مقصد کو متاثر کرتی ہے یا معمولی نوعیت کی ہے جس سے عام معاملات میں گریز ممکن نہیں۔ یہ فرق جدید آن لائن تجارت میں خاص اہمیت رکھتا ہے، کیونکہ آن لائن خریداری میں صارف چیز کو خریدنے سے پہلے ہاتھ میں لے کر نہیں دیکھ سکتا۔ اس لیے تصویر، تفصیل، سائز، معیار، قیمت، ترسیل اور واپسی کی پالیسی کو واضح کرنا شرعی شفافیت کے تقاضوں میں شامل ہو جاتا ہے۔

قسطوں پر خرید و فروخت اور جدید مالی ضرورتیں

موجودہ معاشرے میں گھریلو اشیاء، گاڑیوں، موبائل فونز اور دیگر سامان کی قسطوں پر خریداری عام ہے۔ فقہِ اسلامی میں ادھار یا مؤجل قیمت پر بیع اصولاً جائز ہو سکتی ہے، بشرطیکہ معاہدے کے وقت قیمت اور دیگر بنیادی شرائط واضح ہوں۔

مثلاً اگر کسی چیز کی نقد قیمت ایک لاکھ روپے اور قسطوں کی قیمت ایک لاکھ بیس ہزار روپے مقرر کی جائے اور معاہدے کے وقت فریقین ایک متعین قیمت پر اتفاق کر لیں تو یہ صورت محض اس وجہ سے سود نہیں بن جاتی کہ

مؤجل قیمت نقد قیمت سے زیادہ ہے۔ البتہ اگر قرض کی وجہ سے وقت گزرنے کے ساتھ اصل واجب الادا رقم پر مزید رقم بطور سود عائد کی جائے تو معاملہ مختلف ہو جاتا ہے۔ یہاں اصل فرق بیع اور قرض کے درمیان ہے۔ جدید کاروباری معاملات میں اس فرق کو نظر انداز کرنے سے بہت سے فقہی مسائل پیدا ہوتے ہیں۔

آن لائن تجارت اور ای کامرس

ای کامرس نے تجارت کے طریقۂ کار کو بنیادی طور پر بدل دیا ہے۔ اب دکان، بازار اور خریدار کے درمیان فاصلہ تجارتی رکاوٹ نہیں رہا۔ ایک صارف چند منٹوں میں کسی دوسرے شہر یا ملک سے سامان خرید سکتا ہے۔ آن لائن تجارت کی شرعی حیثیت کا جائزہ لیتے ہوئے بنیادی اصول وہی رہیں گے جو عام تجارت کے لیے ہیں: چیز یا خدمت حلال ہو، قیمت واضح ہو، بنیادی شرائط معلوم ہوں، دھوکا نہ ہو، ادائیگی اور ترسیل کا طریقہ واضح ہو اور معاہدے میں کوئی ممنوع شرعی عنصر شامل نہ ہو۔ اس سلسلے میں قبض کا مسئلہ بھی اہم ہے۔ بعض اشیاء میں شرعی قبض حقیقی یا حکمی صورت اختیار کر سکتا ہے۔ جدید تجارتی نظام میں قبض کی نوعیت کا تعین صرف سامان ہاتھ میں لینے سے نہیں بلکہ متعلقہ مال کی نوعیت اور تجارتی عرف کو سامنے رکھ کر کیا جاتا ہے۔ AAOIFI نے قبض کے مسئلے کے لیے بھی مستقل شرعی معیار قائم کیا ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ شریعت جدید ٹیکنالوجی کو بذاتِ خود مسئلہ نہیں سمجھتی؛ اصل سوال یہ ہے کہ ٹیکنالوجی کے ذریعے انجام پانے والا معاملہ شرعی اصولوں سے متصادم تو نہیں۔

ڈیجیٹل ادائیگی اور الیکٹرانک معاہدات

موبائل بینکنگ، آن لائن بینک ٹرانسفر، ڈیجیٹل والٹس اور دیگر الیکٹرانک ادائیگی کے ذرائع نے نقد رقم کے استعمال کو بہت کم کر دیا ہے۔ اس تبدیلی نے فقہِ معاملات میں ادائیگی اور قبض کے نئے سوالات پیدا کیے ہیں۔ ڈیجیٹل ادائیگی کا شرعی جائزہ اس کی تکنیکی شکل سے زیادہ اس کے معاشی کردار اور قانونی حقیقت سے متعلق ہے۔ اگر ڈیجیٹل ذریعہ محض ادائیگی کا وسیلہ ہے اور اس میں کوئی ناجائز سودی یا قمار پر مبنی عنصر شامل نہیں تو محض الیکٹرانک ہونے کی وجہ سے اسے ناجائز نہیں کہا جا سکتا۔ اسی طرح الیکٹرانک معاہدہ بھی اصولی طور پر معاہدے کی ایک نئی شکل ہے۔ اگر ایجاب و قبول، فریقین کی رضامندی، موضوعِ عقد، قیمت اور دیگر ضروری شرائط واضح ہوں تو صرف اس بنیاد پر معاہدہ ناقابلِ قبول نہیں ہو جاتا کہ وہ کاغذ کے بجائے ڈیجیٹل شکل میں ہوا ہے۔

کمپنی، شراکت اور سرمایہ کاری

قدیم فقہی ذخیرے میں شرکت اور مضاربت کے تفصیلی احکام موجود ہیں۔ جدید دور میں کمپنی کی مختلف اقسام نے تجارتی شراکت کی شکل کو مزید منظم کر دیا ہے۔ جدید کمپنی میں متعدد افراد سرمایہ فراہم کر سکتے ہیں،

انتظام الگ افراد کے پاس ہو سکتا ہے اور نفع و نقصان مختلف قانونی اصولوں کے تحت تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ یہاں فقہِ اسلامی کا بنیادی سوال کمپنی کے نام یا رجسٹریشن سے زیادہ اس کی سرگرمی، سرمایہ، معاہدات اور آمدنی کے ذرائع سے متعلق ہوتا ہے۔ اگر کمپنی کا بنیادی کاروبار جائز ہو اور اس کے معاملات میں شرعی ممانعت شامل نہ ہو تو اصولی طور پر اس میں سرمایہ کاری کی گنجائش پیدا ہو سکتی ہے۔ اسی لیے جدید اسلامی مالیاتی اداروں اور شرعی معیارات میں جدید کمپنیوں اور مشارکہ کے لیے مستقل فقہی بحث موجود ہے۔

پاکستان میں بھی اسلامی مالیاتی معیارات کی تشکیل اور نفاذ کے حوالے سے SECP نے AAOIFI کے متعدد شرعی معیارات کو اختیار کیا ہے، جبکہ مرابحہ اور اجارہ کے لیے اسلامی مالیاتی اکاؤنٹنگ معیارات بھی موجود ہیں۔

کاروباری اشتہارات اور صارف کے حقوق

آج کے کاروبار میں اشتہار محض تعارف کا ذریعہ نہیں بلکہ صارف کے فیصلے کو متاثر کرنے کا ایک طاقتور وسیلہ ہے۔ اسی وجہ سے اشتہار بھی اخلاقی ذمہ داری سے آزاد نہیں۔ کسی چیز کی خوبی بیان کرنا جائز ہے، لیکن ایسی خوبی منسوب کرنا جو حقیقت میں موجود نہ ہو، جعلی ریویوز دکھانا، مصنوعی رعایت ظاہر کرنا، اصل قیمت چھپا دینا یا صارف کو غلط تاثر دینا اسلامی تجارتی اخلاق سے مطابقت نہیں رکھتا۔

رسول اللہ ﷺ نے خرید و فروخت میں صداقت اور عیب کے اظہار کو برکت کے ساتھ جوڑا ہے۔

اس اصول کو موجودہ مارکیٹنگ پر لاگو کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی کاروباری اخلاق صرف دکان کے اندر ہونے والے معاملے تک محدود نہیں بلکہ اشتہار، ویب سائٹ، سوشل میڈیا، پیکیجنگ اور صارف سے رابطے کے تمام مراحل کو شامل کرتا ہے۔

مصنوعی ذہانت اور مستقبل کے کاروباری معاملات

مصنوعی ذہانت نے کاروباری دنیا میں ایک نئی صورت پیدا کی ہے۔ اب کمپنیاں صارفین کے رجحانات کا تجزیہ، قیمتوں کا تعین، اشتہارات کی تیاری، کسٹمر سروس اور متعدد دیگر کام مصنوعی ذہانت کے ذریعے انجام دے رہی ہیں۔ فقہِ اسلامی کے لیے اصل سوال مصنوعی ذہانت کا وجود نہیں بلکہ اس کے استعمال کی نوعیت ہے۔ اگر AI کسی جائز کاروباری سرگرمی کو بہتر بنانے کے لیے استعمال ہو اور اس میں دھوکا، فراڈ، ناجائز نگرانی، جھوٹی معلومات یا کسی کے حقوق کی پامالی شامل نہ ہو تو محض AI کا استعمال شرعاً ممنوع نہیں کہا جا سکتا۔ لیکن اگر مصنوعی ذہانت کے ذریعے صارف کو دانستہ طور پر گمراہ کیا جائے، جعلی معلومات پھیلائی جائیں یا کسی فریق کے مالی حقوق متاثر کیے جائیں تو

اس کا شرعی جائزہ ان ہی اصولوں کے تحت ہو گا جو دھوکے، ظلم اور باطل طریقے سے مال کھانے کے بارے میں شریعت نے مقرر کیے ہیں۔

یہاں فقہِ معاملات کی اصل قوت سامنے آتی ہے: شریعت ہر نئی ٹیکنالوجی کے لیے الگ حکم تلاش کرنے کے بجائے اس ٹیکنالوجی سے پیدا ہونے والے حقیقی معاملے کو اپنے بنیادی اصولوں کے تحت پرکھتی ہے۔

کاروباری اخلاق اور اسلامی تصورِ کامیابی

جدید سرمایہ دارانہ ماحول میں کاروبار کی کامیابی کو اکثر منافع، مارکیٹ شیئر اور فروخت کے حجم سے ناپا جاتا ہے، جبکہ اسلام کاروباری کامیابی کو اخلاقی ذمہ داری سے الگ نہیں کرتا۔ اسلامی تاجر کے لیے حلال آمدنی، امانت، وعدے کی پابندی، دیانت، عدل اور صارف کے حقوق کی حفاظت بھی کاروباری کامیابی کا حصہ ہیں۔ قرآن مجید فرماتا ہے:

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ ۝ الَّذِينَ إِذَا اكْتَالُوا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُونَ ۝ وَإِذَا كَالُوهُمْ أَو وَّزَنُوهُمْ يُخْسِرُونَ)المطففين 83:1–3

خرابی ہے ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے لیے، جو لوگوں سے لیتے ہیں تو پورا لیتے ہیں اور جب انہیں ناپ یا تول کر دیتے ہیں تو کم دیتے ہیں۔"

یہ آیات ایک قدیم تجارتی مسئلے کی بات کرتی ہیں، لیکن ان کا اخلاقی پیغام آج بھی پوری طرح زندہ ہے۔ آج ناپ تول میں کمی کی صورت صرف ترازو میں کمی تک محدود نہیں؛ ناقص معیار، کم مقدار، غلط معلومات، چھپی ہوئی فیس اور وعدے کے خلاف سامان فراہم کرنا بھی اسی اخلاقی مسئلے کی جدید صورتیں ہو سکتی ہیں۔

مقاصدِ شریعت اور جدید تجارت

فقہِ معاملات کے جدید مسائل کو سمجھنے میں مقاصدِ شریعت کا تصور خاص اہمیت رکھتا ہے۔ شریعت کا مقصد انسانی زندگی میں عدل، مصلحت، حقوق کے تحفظ اور معاشرتی توازن کو قائم کرنا ہے۔ مالی معاملات میں مال کا تحفظ، ظلم کا خاتمہ، باہمی اعتماد اور معاشی سرگرمی کا منصفانہ فروغ بنیادی اہمیت رکھتے ہیں۔ اسی لیے جدید تجارتی معاملے کے شرعی جائزے میں صرف یہ دیکھنا کافی نہیں کہ اس کی ظاہری شکل کسی قدیم عقد سے ملتی ہے یا نہیں۔ اس کے معاشی اثرات، فریقین کے حقوق، خطرات اور عملی نتائج کو بھی دیکھنا ضروری ہے۔

مثلاً ایک آن لائن معاہدہ ظاہری طور پر رضامندی پر قائم ہو سکتا ہے، لیکن اگر اس کی شرائط اتنی پیچیدہ ہوں کہ عام صارف ان کو سمجھ ہی نہ سکے تو صرف تکنیکی رضامندی کو مکمل رضامندی قرار دینا مقاصدِ شریعت کے وسیع تر تصور سے مطابقت نہیں رکھتا۔

عصرِ حاضر میں فقہِ معاملات کے اطلاق کا طریقۂ کار

جدید کاروباری مسائل کے حل کے لیے صرف قدیم فقہی عبارات نقل کرنا کافی نہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ فقہ اور جدید معاشی علوم دونوں سے واقفیت پیدا کی جائے۔ کسی نئے کاروباری معاملے کا شرعی جائزہ لیتے وقت پہلے اس کی حقیقی ساخت کو سمجھنا ضروری ہے۔ اس کے بعد دیکھا جائے کہ اس میں کون سے عقود یا مالی تعلقات موجود ہیں۔ پھر متعلقہ شرعی اصول اور فقہی احکام سامنے رکھے جائیں۔ اس کے بعد ممانعت کے عناصر، مثلاً ربا، غرر، مَیسر، دھوکا، ظلم یا ناجائز موضوعِ عقد کا جائزہ لیا جائے۔ آخر میں معاملے کے مجموعی شرعی و معاشی اثرات کو سامنے رکھتے ہوئے حکم متعین کیا جائے۔ یہ طریقہ اس لیے زیادہ مؤثر ہے کہ جدید کاروباری صورتیں اکثر ایک ہی عقد پر مشتمل نہیں ہوتیں بلکہ ان میں کئی قانونی اور مالی تعلقات بیک وقت شامل ہوتے ہیں۔

نتائجِ تحقیق

اس مطالعے سے چند اہم نتائج سامنے آتے ہیں:

1. اسلامی فقہِ معاملات میں جدید کاروباری صورتوں کے جائزے کے لیے مضبوط اصولی بنیاد موجود ہے۔
2. تجارت کی اصل اباحت ہے، لیکن یہ اباحت ربا، غرر، مَیسر، دھوکے، ظلم اور دیگر شرعی ممانعتوں سے مشروط ہے۔
3. باہمی رضامندی اسلامی تجارت کا بنیادی اصول ہے، لیکن حقیقی رضامندی کے لیے ضروری ہے کہ صارف کو معاملے کی بنیادی شرائط سے آگاہ کیا جائے۔
4. قرآن مجید کی مالیاتی ہدایات صرف قدیم تجارتی ماحول تک محدود نہیں بلکہ جدید کاروباری اخلاق اور مالی شفافیت کے لیے بھی رہنمائی فراہم کرتی ہیں۔
5. آن لائن تجارت، ڈیجیٹل ادائیگی اور الیکٹرانک معاہدات بذاتِ خود ناجائز نہیں؛ ان کا حکم ان کی حقیقی ساخت اور شرعی عناصر کی بنیاد پر متعین ہو گا۔
6. جدید کاروباری نظام میں صارف کے حقوق، معلومات کی شفافیت اور عیب کے اظہار کی اہمیت پہلے سے زیادہ بڑھ گئی ہے۔
7. جدید اسلامی مالیاتی اداروں کے لیے معیاری شرعی اصولوں کی ضرورت ہے۔ AAOIFI کے شرعی معیارات اس سلسلے میں ایک اہم معیاری فریم ورک فراہم کرتے ہیں۔
8. پاکستان میں اسلامی مالیاتی نظام کی معیار بندی کے لیے SECP کی جانب سے AAOIFI کے متعدد شرعی معیارات کا اختیار کیا جانا اس شعبے میں ادارہ جاتی پیش رفت کی علامت ہے۔

9. جدید مسائل میں فقہی حکم متعین کرنے کے لیے صرف نصوص کا مطالعہ کافی نہیں بلکہ جدید کاروباری ڈھانچوں اور معاشی حقائق کی صحیح تفہیم بھی ضروری ہے۔

سفارشات

عصرِ حاضر کے کاروباری تقاضوں کو سامنے رکھتے ہوئے ضروری ہے کہ اسلامی فقہِ معاملات کی تدریس اور تحقیق کو جدید معاشی نظام کے ساتھ زیادہ مضبوطی سے جوڑا جائے۔ جامعات میں فقہِ معاملات کے ساتھ ای کامرس، اسلامی بینکاری، ڈیجیٹل فنانس، کمپنی قانون اور جدید مالیاتی مصنوعات کا بنیادی تعارف بھی دیا جانا چاہیے۔
اسلامی مالیاتی اداروں کو چاہیے کہ وہ اپنی مصنوعات کی شرعی نگرانی کے ساتھ ساتھ صارف کو معاہدے کی بنیادی شرائط سمجھانے پر بھی توجہ دیں۔ اسی طرح آن لائن کاروبار کرنے والوں کے لیے قیمت، معیار، ترسیل، واپسی اور عیب کے اظہار کے واضح اصول وضع کیے جانے چاہییں۔

علمائے کرام، فقہاء، معاشی ماہرین، قانون دان اور ٹیکنالوجی کے ماہرین کے درمیان علمی رابطہ بڑھانا بھی ضروری ہے، کیونکہ جدید مالیاتی معاملات اکثر ایسے ہوتے ہیں جنہیں سمجھنے کے لیے صرف ایک علمی شعبے کی مہارت کافی نہیں ہوتی۔

حواشی و حوالہ جات

1. القرآن الکریم، سورۃ البقرۃ، 2:275۔
2. القرآن الکریم، سورۃ النساء، 4:29۔
3. القرآن الکریم، سورۃ البقرۃ، 2:282۔
4. القرآن الکریم، سورۃ المطففین، 83:1–3۔
5. مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، کتاب البیوع، حدیث 1532a۔
6. Accounting and Auditing Organization for Islamic Financial Institutions (AAOIFI), Shariah Standards.
7. Securities and Exchange Commission of Pakistan (SECP), Standardization and Harmonization – Islamic Finance.

مراجع

القرآن الکریم۔

ابن عابدین، محمد امین۔ رد المحتار علی الدر المختار۔ بیروت: دار الفکر۔

ابن قدامہ، عبد اللہ بن احمد۔ المغنی۔ قاہرہ: مکتبۃ القاہرہ۔

البخاری، محمد بن اسماعیل۔ صحیح البخاری۔ بیروت: دار ابن کثیر۔

الشاطبی، ابراہیم بن موسیٰ۔ الموافقات۔ تحقیق ابو عبیدہ مشہور آل سلمان۔ الخبر: دار ابن عفان۔

السرخسی، محمد بن احمد۔ المبسوط۔ بیروت: دار المعرفۃ۔

الکاسانی، علاء الدین ابو بکر۔ بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع۔ بیروت: دار الکتب العلمیۃ۔

مسلم بن الحجاج۔ صحیح مسلم۔ بیروت: دار إحیاء التراث العربی۔

AAOIFI. Shariah Standards. Manama: Accounting and Auditing Organization for Islamic Financial Institutions.

Securities and Exchange Commission of Pakistan. Islamic Finance: Standardization and Harmonization. Islamabad: SECP.

Usmani, Muhammad Taqi. An Introduction to Islamic Finance. Karachi: Maktaba Ma'ariful Quran.

Vogel, Frank E., and Samuel L. Hayes III. Islamic Law and Finance: Religion, Risk, and Return. The Hague: Kluwer Law International.

Kamali, Mohammad Hashim. Islamic Commercial Law: An Analysis of Futures and Options. Cambridge: Islamic Texts Society.